© rasailojaraid.com

﴿اداریہ﴾

کتاب وسنت اور آئین سے متصادم
تحفظ حقوق نسواں قانون

بقلم رئیس تحریر: (مولانا) سید نصیب علی شاہ الہاشمی (ایم این اے)

بالآخر قومی اسمبلی نے تحفظ خواتین بل ۲۰۰۶ء کو سلیکٹ کمیٹی رپورٹ کی شکل میں پاس کیا سینٹ آف پاکستان نے بھی اکثریت کے ووٹوں سے پاس کر کے اب یہ قانون کا حصہ بن گیا۔ متحدہ مجلس عمل نے بھی اس بل کے خلاف جدو جہد جاری رکھنے کا عزم کیا ہے اور اس بل کو قرآن وسنت سے متصادم قرار دیا ہے۔ آئین کی آرٹیکل 227 جس میں قوانین کو کتاب وسنت کے موافق بنانے کی پابندی کا ذکر ہے اس آئین کے تحت قائم قومی اسمبلی نے اس کی دھجیاں اُڑا دیں اور اس پر مستزاد یہ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سرزمین پر قرآن وسنت سے متصادم اس بل کے پاس ہونے پر جشن منایا گیا۔ لاہور کے بازار حسن کے حیثات نے خبیثوں سے مل کر اس بل کو پاس ہونے کی خوشی میں اقتدار کے نشے میں مست ارباب اقتدار کے لئے استقبالیہ دینے کا اعلان کیا ہے۔ اخبارات میں غیر شرعی لباس میں ملبوس خواتین کی تصویر دکھائی دی ہے، جس میں ایک اجنبی عورت بڑے چودھری صاحب کے منہ میں مستی سے لڈو ڈال رہی ہے اور یوں ''یتحاکمون الی الطاغوت'' پر خوشی ومسرت کا اظہار جاری ہے۔ مرد وزن ممبران ووزیران بیانات میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے میں سب سے زیادہ اخلاص انہوں نے دکھایا ہے تا کہ بڑھے صاحب خوش ہو جائے۔ اس بل کی رو سے زنا بالجبر کی صورت میں قرآن پاک کی آیت ''الزانیہ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائة جلدة'' (الایة) ترجمہ: زانیہ عورت اور زانی مرد کو (جب شادی شدہ نہ ہو) سو کوڑے مارو۔ (القرآن) اور احادیث سے شادی شدہ زانیہ وزانی کے لئے مقرر کردہ رجم کی سزا پر عمل روک دیا گیا اور یوں کتاب وسنت کے مقرر کردہ سزا ختم کر کے انسان نے اپنی سزا مقرر کر دی، جو کہ نہ صرف قرآن وسنت سے متصادم قانون ہے بلکہ اب یہ غضب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ تحفظ نسواں یا حقوق نسواں کے نام سے پاس شدہ اس بل کو جب آئین کے طے کردہ اصول کتاب وسنت کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ ایک فحبہ بل نظر آتا ہے جس پر یقیناً حیثات اور خبیثین ہی خوش ہوں گے۔

کیا واقعی یہ بل خواتین کو تحفظ دے سکتا ہے؟:۔ پاکستانی معاشرہ اور یہاں کے رسم ورواج اور خواتین کے ہلاکت کی رپورٹوں کو اگر سامنے رکھا جائے تو تحفظ خواتین بل کی رو سے اب خواتین تحفظ کی بجائے مزید عدم تحفظ کا شکار ہوں گی کیونکہ اس کی رو سے گینگ ریپ اور زنا بالجبر کے امکانات زیادہ ہو جائیں گے، اشرافیہ طبقہ اس آزادی سے فائدہ اٹھا کر عصمت دار خواتین کے عزت پر حملہ کرے گی اور وہ بے چاریاں کچھ نہیں کہہ سکیں گی۔ عورتوں کو فحاشی کے آڈوں پر فروخت کرنے کا کاروبار بڑھے گا۔ فحاشی کے عمل کو آزادی ملنے اور سخت قوانین نہ ہونے کے نتیجہ میں جنسی آزادی پھیل جائے گی اور غیرت مند خاندان اس کو قانون کی رو سے روک نہ سکنے کی بجائے شک کی بناء پر بھی عورتوں کو قتل کر دے گی تا کہ خاندانی عزت ووقار پر حرف نہ آئے اور یوں غیرت کے نام پر عورتوں کے قتل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرنے کا عمل مزید بڑھ جائیگا اور یوں تحفظ خواتین کے نام سے بنائے ہوئے قانون کے نتیجہ میں خواتین عدم تحفظ کا شکار ہوں گی۔

زنا اور فحاشی کے عمل کو رکوانے میں اس بل کی رو سے پولیس کا کردار ختم کرنے سے اب غیر تمند طبقہ اس عمل کو دیکھ کر اس کو خود رکوانے کی کوشش کرے گا جس کی وجہ سے بہت سا جانی و مالی نقصان پیش آنے کا امکان ہے۔ پاکستان میں کوئی بھی مسلمان خواہ وہ نمازی بھی نہ ہو اس عمل کو دیکھ کر برداشت نہیں کر سکے گا کیونکہ کوئی بھی مسلمان زنا اور فواحش کے عمل کو ایمانی غیرت کے خلاف سمجھتا ہے اور یوں ایسے مواقع پر اجتماعی احتجاج اور حملوں کی نوبت آنے کا خطرہ ہے جو کبھی بے تحاشا جانی و مالی نقصان اور فسادات پر منتج ہو سکتا ہے۔ خاندانی نظام کا اہتمام کرنے والے اس قانون کو کبھی بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہو سکیں گے بلکہ اپنی روایات کو تحفظ دینے کے لئے فحاشی کے کسی عمل کو دیکھ کر خود ایکشن لینے پر مجبور رہوں گے کیونکہ قانون اب خاندانی نظام کا تحفظ نہیں کر سکے گا۔ جس کے نتیجے میں عوام ماورائے عدالت از خود فیصلے کریں گے۔ کیونکہ قانون اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا خاندانی نظام کے تحفظ میں اس برائے نام تحفظ خواتین قانون کا کوئی عملی کردار نہیں ہوگا۔

حدود آرڈیننس دفعہ 2 کی شق 5 کو ختم کر دیا گیا ہے جس کی رو سے کوئی عدالت زنا کیس میں حد کی سزا دے تو حکومت کو اس میں تبدیلی یا تخفیف کا اختیار حاصل ہے جب کہ قرآن میں صریح ذکر ہے کہ کسی مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ کے فیصلے میں مداخلت کا اختیار حاصل نہیں۔ تحفظ نسواں کے نام سے پاس شدہ بل میں لعان کی صورت میں اگر مرد قسم کھانے سے انکار کرے تو مرد کو حراست میں نہیں لیا جائے گا اور یوں نکاح فسخ نہ ہو سکے گا اور عورت بے چاری لٹکی رہے گی۔ جو کہ خواتین کو حاصل حق کی حق تلفی ہے اس طرح لعان کے دوران جب عورت کو قسمیں دی جائیں گی اور عورت نے زنا کا اعتراف کیا تو حد جاری ہوگا لیکن اس صورت میں حد جاری نہ ہو سکے گا۔

حدود آرڈیننس میں یہ بات شامل تھی کہ جرم زنا ثابت ہونے کی صورت میں اگر چار گواہ قائم نہ ہو تو حد جاری نہ ہوگا البتہ تعزیری سزا ہوگی۔ اب یہ جرم ناقابل دست اندازی پولیس ہو گیا اور یوں زنا بالرضا کے عمل کو باسانی راستہ فراہم کیا گیا یہی وجہ ہے کہ میں عیاش اور لادین طبقہ اب ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے ہیں۔ نئے قانون میں فحاشی (LEWEDNESS) کے نام سے جو دفعہ شامل کیا گیا ہے اس میں پولیس کے ہاں F.I.R. درج نہ ہو سکے گا، بلکہ عدالت میں دو گواہ بیان خلفی داخل کریں گے جبکہ ملزم ذاتی مچلکہ پر رہا ہو سکے گا اور عدالت چاہے کیس ختم کرے چاہے تو اگلے تاریخ کا سمن جاری کر دے اور یوں اس قانون کے تحت فحاشی کے ملزم کا راستہ کھول دیا گیا ہے۔ بالخصوص بااثر طبقہ کو تو عدالت میں طلب بھی نہیں کیا جا سکے گا اور یوں فحاشی کو کھلی چھٹی دی گئی۔ حالانکہ اسلام میں تعزیر کی صورت میں دو گواہ ہونا ضروری نہیں ہے ایک گواہ یا حکومت کا یہ علم کہ فلاں فحاشی میں ملوث ہے تعزیری سزا کے لئے کافی ہے چاہے یہ قرائنی شہادت سے ثابت ہو۔ فحاشی کا عمل کسی فرد کے خلاف نہیں بلکہ معاشرہ اور حکومت کے خلاف جرم ہے اس لئے اس کا تدارک حکومت کی ذمہ داری اور حق ہے یہاں اس کو حکومت اور معاشرے کے بجائے فرد کے خلاف جرم قرار دیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ یہ قانون کتاب وسنت اور آئین سے متصادم ہے۔ لہٰذا اس کو واپس لے کر علماء کمیٹی کے ذریعہ اس کی اصلاح کی جائے۔ (رئیس التحریر)

© rasailojaraid.com